Majallah Tahqiq
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 38, Sr.No.109, 2017 pp 07 - 30

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۸، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۷ء، شمارہ ۱۰۹

ہندوستان میں اردو کتب فتاویٰ کا تاریخی ارتقاء

☆ڈاکٹر مفتی عبدالرزاق ☆☆سہیل اختر

Abstract:

This paper aims at studying and investigating the history of urdu Fatwa . Fatwa (decree) is of utmost importantance because a Mufti is the informant from Allah and his Prophet (S.A.W). If the inefficient people start giving fatwa (decree), its harmful / fatal impacts would be as pervasive as its benifits on not only the fatwa seekers but also on the whole ummah.

During the age of Holy Prophet (PBH) jurisprudence and Fatwa were releated to his very person.If any dispute,occurred his companions used to turn to the Holy Prophet .After the Holy Prophet (PBH)the age of the rightly guided caliphs holds importance with regards to issuence of Fatwas. Thereafter comes the age of Tabieen-Taba-al-Tabieen among them were some who used to issue Fatawa durin the time of companions as well. They gave it a formal shape in the light of the jurisprudential thought and Fatawa of the companions. After this period A comprehensive book on Fatawa entited Majalah al .Ahkam al-Adliyah was compiled during the ottoman Empire.This is the first codified civil law extracted from Islamic especially Hanfi,jurprudence.In the subcontinent issance of Fatawa formally started after the 4th century Hijri and many book of Fatawa in Arabic, Persion and urdu were published. This Article throws light on the historical development of issuence of fatawa as well as introduce book on Fatawas written in the latter period in the Subcontinent.Now this time the evoulation of urdu fatawas continued under the Madaris,Darul.Ifta and Famous Religios scholars.

☆ لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان

☆☆ لیکچرر شعبہ سیاسیات، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان

فتویٰ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

لفظ فتویٰ فاء کے فتحہ اور ضمہ دونوں کیساتھ منقول ہے۔لیکن صحیح فاء کے فتحہ کے ساتھ ہے۔فاء کے ضمہ کے ساتھ الفُتیا آتا ہے۔دنیا کے وزن پر ہے۔فتویٰ اور فُتیا دونوں کی جمع فتاویٰ آتی ہے۔لیکن یہ فتاویٰ واوٗ کے فتحہ اور کسرہ دونوں کیساتھ منقول ہے۔اور یہ دونوں الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔لسان العرب میں ہے۔

والفُتیا والفَتویٰ: ما أفتی به الفقیه: وایضاً فُتیً وفتویٰ. اسمانِ یوضعانِ موضع الافتاءِ ویقالُ افتیتُ فلاناً (۱)

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

یٰۤاَیُّھَاالۡمَلَاُ اَفۡتُوۡنِیۡ فِیۡ رُءۡیَایَ اِنۡ کُنۡتُمۡ لِلرُّءۡیَا تَعۡبُرُوۡنَ.(۳)

اے درباروالو: اگر تم تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

یُوۡسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیۡقُ اَفۡتِنَا فِیۡ سَبۡعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاۡکُلُھُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٌ وَّ سَبۡعِ سُنۡبُلٰتٍ خُضۡرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیۡۤ اَرۡجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّھُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ (۴)

یوسف اے وہ شخص جس کی ہر بات سچی ہوتی ہے۔تم ہمیں اس خواب کا مطلب بتاؤ کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں۔جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں۔اور سات خوشے ہرے بھرے ہیں اور دوسرے سات اور ہیں جو سوکھے ہیں۔شاید میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں اور انہیں خواب کی تعبیر بتاسکوں تاکہ وہ بھی حقیقت جان لیں۔ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الۡمَلَؤُا اَفۡتُوۡنِیۡ فِیۡۤ اَمۡرِیۡ. (۵)

اے اہل دربار: تم مجھ کو میرے اس معاملے میں رائے دے دو۔

مندرجہ بالا آیات مبارکہ میں لفظ فتویٰ مطلق جواب حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

فتویٰ کی اصطلاحی تعریف:

الاجابة عن سوال سواءُ کان متعلقاً بالا حکام الشرعیة ام بغیرھا.

کسی بھی سوال کا جواب دینا چاہئے وہ احکام شرعیہ کے متعلق ہو یا اس کے علاوہ ہو۔(۲)

الجوابُ عن مسئلةٍ دينيةٍ

کسی دینی مسئلہ کے بارے میں جواب دینا۔(۶)

دوسری تعریف یہ ہے:

هوالا خبار بحكم الله تعالىٰ عن مسئلةٍ دينيةٍ بمقتضى الادلة الشرعية لمن سأل عنه في أمر نازلٍ على جهة العموم والشمول لا على وجه الاالزام.

کسی بھی دینی مسئلہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو دلائل شرعیہ کے مقتضیٰ کے مطابق اس شخص کو خبر دینا جس نے کسی پیش آنے والی حاجت کے بارے میں سوال کیا ہو اور وہ عموم اور شمول کی جھت پر ہوگا نہ کہ بطریق الزام ہو(۷)

لیکن بعد میں لفظ فتویٰ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے خاص کیا گیا۔یعنی شرعی مسئلہ پوچھنے کو فتوٰی کہا گیا۔اور قرآن کریم میں اس معنی کے لئے استعمال ہوا۔

وَيَسۡتَفۡتُوۡنَكَ فِي النِّسَآءِ ط قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيۡكُمۡ فِيۡهِنّ. (۸)

اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں۔آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فتویٰ دیتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

يَسۡتَفۡتُوۡنَكَ ط قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيۡكُمۡ فِي الۡكَلٰلَةِ (۹)

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں۔آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے بارے میں حکم دیتے ہیں۔

اور اس معنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں بھی استعمال ہوا ہے۔

أجرُو كم على الفُتيا أجرو كم على النار (۱۰).

تم میں سے فتوی پر جرأت کرنے والا آگ پر زیادہ جرات کرنیوالا ہے۔

دوسری حدیث پاک میں ہے۔

الاثم ماحاك في صدرك وان افتاك الناسُ وافتوك.(۱۱)

گناہ وہ ہے جو تمہارے سینے میں کھٹکا پیدا کرے اگرچہ لوگ مختلف قسم کے فتویٰ دیں۔

یعنی فتویٰ کا لفظ قرآن اور حدیث مبارکہ میں کسی دینی مسئلہ کے بارے میں استعمال ہوا ہے اس لئے یہ فتویٰ دینی فتویٰ کہلائے گا۔

فتویٰ کی اقسام ثلاثہ:

فتویٰ اور افتاء قوم کے کلام میں تین معانی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ الفتویٰ الشرعیہ ۲۔ والفتویٰ الفقہیۃ ۳۔ الفتویٰ الجزئیۃ

(۱) الفتویٰ الشریعیہ:

أما الفتوىٰ الشريعية، فهي التي صدرت من الشارع اما بوحي متلوفي القرآن الكريم أو بوحي غير متلوفي سنة النبي ﷺ عن سوالٍ أو لبيانٍ نازلة في عهدا لنبي الكريم ﷺ فاصبحت شرعا عاما. وذلك مثل قوله المذكور فيما سبق.

وَيَسۡتَفۡتُوۡنَکَ فِي النِّسَآءِ ط قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيۡكُمۡ فِيۡهِنَّ (۱۲)

ترجمہ: اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیے اللہ ان کے بارے میں تمھیں فتویٰ دیتا ہے۔

طرح فتویٰ شریعیہ کی قرآن مجید میں کئی مثالیں مذکور ہیں۔

يَسۡئَلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ط قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (۱۳)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں مال غنیمت سے متعلق تو آپ فرما دیں کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا۔ پس تم اللہ اور رسول ﷺ سے ڈرو اور ایک دوسرے سے صلح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر واقعی تم ایمان والے ہو۔ پہلی اور دوسری آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم دراصل فتویٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ وہ یہی فتویٰ شریعۃ کہلاتا ہے اور سنت نبوی ﷺ سے فتویٰ شریعیہ کی مثال بھی ثابت ہے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما، أن امراة مًن جهنية جاء ت الی النبیﷺ فقالت: ان أمی نذرت أن تحج فما تت قبل ان تحج، أفأحج عنها قال: نعم حُجی عنها. (۱۴)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نبیﷺ کے پاس تشریف لائی۔ پس اس نے کہا کہ میری ماں نے منت مانی کہ وہ حج کرے گی۔ پس وہ مرگئی حج کرنے سے پہلے کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں۔ آپﷺ نے فرمایا۔ جی ہاں تو اس کی طرف سے حج کرسکتی ہے۔ فتویٰ کی یہ نوع وحی کے انقطاع سے نبیﷺ پر ختم ہوگئی ہے۔

(۲) الفتویٰ الفقیہہ

والمراد بالفتویٰ الفقیهة مایبو ح لها فقية من الفقهاء لا کجواب عن سوال فی حادثة مخصوصة.

فتویٰ فقھیۃ سے مراد وہ فتویٰ ہے کہ فقھاء میں سے کسی فقیہ نے اس کو جائز ٹھہرایا ہو اور وہ کسی حادثہ مخصوصہ میں سے کسی سوال کا جواب نہ ہو۔ اس کے ہمارے ہاں بہت فروع ہیں۔ یا وہ کسی سوال کا جواب ہو۔ لیکن اس کا کسی جزئیہ معینہ سے کوئی تعلق نہ ہو.

یہ فقہاء کا مقام ہے کہ وہ کسی فقہ کے مسائل کو مدون کریں۔ اگر چہ ان سے اس کے بارے میں سوال نہ کیا گیا ہو۔ مثلاً جیسے فقہاء نے یہ لکھا ہے۔

کہ اگر سوال کیا جائے کہ اس کا کیا حکم ہے۔ جس نے اپنی بیوی کو کہا۔ سر تک۔ اگر اس سوال کا کسی واقعہ معینہ سے کوئی تعلق نہ ہو۔

(۳) الفتویٰ الجزئیۃ

والمراد بها الجواب عن السوال فی واقعة معينة بتنزيل الفقهٖ الكلی علی الموضع الجزئي.

فتویٰ جزئیۃ سے مراد وہ فتویٰ ہے کہ وہ کسی واقعہ معینہ کے سوال کا جواب ہو جو فقہ کلی کو

موضع جزئی پر اتارنا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے۔

کہ ایک آدمی کا انتقال ہوا اس نے ورثاء میں والدین، بیوی، بیٹا اور بیٹی چھوڑی ہے۔ تو اس کا ترکہ کس طرح ان کے درمیان تقسیم ہوگا۔ اور فتویٰ کا اکثر استعمال اس نوع پر ہوتا ہے۔ اور اگرچہ فتویٰ فقیہہ کا اطلاق بھی اس طرح اس پر ہوتا ہے۔ (۱۵)

فتویٰ کا تاریخی پس منظر

نبی کریم ﷺ کے دور میں فتویٰ

نبی اکرم ﷺ اپنے زمانے میں خود مفتی تھے۔ اور سب سے پہلے اس منصب پر فائز ہوئے۔ اور وحی معین کے ذریعے آپ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اور آپ کے فتاویٰ و جوامع الکلم تھے۔ اور قرآن کریم کے بعد آپ کے یہ فتویٰ (یعنی احادیث) اسلام کا دوسرا بڑا ماخذ ہیں۔

اور مسلمانوں کے لئے اس پر عمل کرنا لازم ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے.

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ. اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ(١٦)

رسول ﷺ جو کچھ تم کو دے دیا کریں لے لیا کریں اور جس چیز سے روک دیں تم رک جایا کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا(١٧)

پس اگر تم کسی مسئلہ میں اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ کر دیا کرو۔ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اچھے انجام کا لائق عمل ہے۔

آپؐ کے عہد زریں میں کوئی دوسرا فتویٰ دینے والا نہیں تھا، ہاں: آپؐ کسی صحابی کو دور دراز

علاقوں کے لئے کبھی کبھار مفتی اور قاضی بنا کر بھیجتے تھے اور آپ ؐ نے ان کو قرآن، حدیث اور اجتھاد کے ذریعے فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی جیسا کہ حدیث معاذ بن جبل میں ہے۔

عن اصحاب معاذ بن جبل ان رسول اللّٰہ ﷺ کما اراد ان یبحث معاذ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللّٰہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنة رسول اللہ ﷺ قال فان لم تجد فی سنة رسول اللّٰہ ﷺ ولا بکتاب اللّٰہ قال اجتھد برائی ولا آلو، فضرب رسول اللّٰہ ﷺ لما یرضی رسول اللّٰہ .(۱۸)

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب سے روایت ہے کہ بیشک جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے پوچھا کہ آپ کیسے فیصلہ کریں گے جب آپ پر کوئی فیصلہ پیش کیا جائیگا۔ تو آپ ؓ نے جواب دیا کتاب اللہ سے پس اگر کتاب اللہ میں آپ کو نہ ملے۔ تو آپ نے فرمایا سنت رسول ﷺ سے فیصلہ کروں گا۔ اگر سنت رسول سے نہ ملے تو کسی چیز سے فیصلہ کروے تو فرمایا میں اپنے رائے سے فیصلہ کروں گا۔ پس آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا الحمداللہ کہ اللہ کے رسول کے ساتھی کو اللہ نے توفیق دی ہے۔ جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔

آپ کے عہد زریں میں اس عظیم الشان منصب پر آپ ہی فائز رہے۔ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا مفتی نہیں تھا۔

صحابہ کرام کے دور میں فتویٰ

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب اعلام الموقعین عن رب لعالمین میں لکھتے ہیں:

ذکر ابن القیم فی اعلام الموقعین :والذین حفظت عنھم الفتویٰ من اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ مائة ونیف و ثلاثون نفسا. مابین رجل وامرأة، فکان المکثرون منھم سبعة: عمربن الخطاب، وعلی بن ابی طالب، وعبداللّٰہ بن مسعود و عائشه ام المومنین وزید بن ثابت وعبداللّٰہ بن عباس، وعبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ اجمعین.(۱۹)

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب اعلام الموقعین عن رب العالمین میں ذکر کیا ہے کہ وہ لوگ جو اصحاب رسول ﷺ میں فتویٰ کی ذمہ داری کا کام کرتے تھے ان کی تعداد ایک سوتیس تھی۔ ان میں مرد اور عورت تھے۔ زیادہ تر ان میں جو فتویٰ دیتے تھے۔ ان کی تعداد سات ہے۔

حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ ام المومنین، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ اجمعین۔

اس کے علاوہ صحابہ کرام کی تعداد وہ تھی جو ان سے کم فتویٰ دیا کیا کرتے تھے۔ ان کی تعداد تیرہ ہے۔ یہ حضرات متوسطون کہلاتے ہیں۔ **والمتوسطون عنهم فيم رُوی عنهم من ایضاً ابو بکر صدیق، ام سلمة، انس بن مالک، ابو سعید الخدری، ابوهریرة، عثمان بن عفان، عبداللّٰه بن عمربن العاص، عبداللّٰه بن زبیر ابوموسیٰ الاشعری سعد بن ابی وقاص سلمان فارسی و جابر بن عبداللّٰه، و معاذ بن جبل، فهولاء ثلاثة عشر.** ان متوسطون میں سے ابوبکرؓ صدیق، ام سلمہ، انس بنؓ مالک، ابوسعید خدریؓ، ابوھریرہؓ، عثمان بن عفانؓ ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن عمر بن العاص، عبداللہ بن زبیرؓ ابوموسیٰ اشعریؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، سلمان فارسیؓ، جابر بن عبداللہؓ، معاذ بن جبلؓ پس ان کی تعداد تیرہ ہے۔

والباقون منهم مُقلون فی الفُتیا، لایروی عن الواحد منهم الاالمسألة والمسئلا تان، مثلاً ابودراءؓ، ابوالیسرؓ، ابوسلمهؓ المخزرمی، ، ابوعبیدة بن الجراح (۲۰)

باقی وہ حضرات صحابہ کرام ہیں۔ جن سے ان کے فتاویٰ بہت کم نقل کئے گئے ہیں صرف ایک مسئلہ دو مسئلے۔ مثلاً ابودرداءؓ، ابوالیسرؓ، ابوسلمۃ المخزومیؓ، ابوعبیدہ بن الجراحؓ وغیرہ۔

اور بعض حضرات نے ان کے فتویٰ کو مختلف کتب مفردۃ میں جمع کیا ہے۔

تابعین کے دور میں فتویٰ

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے بعد فقہ وفتاویٰ اور تعلیم وتربیت کا سلسلہ ختم ہوا۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کے شاگردوں نے اس کو بہت احسن طریقے سے سنبھالا۔ حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں بہت فتوحات حاصل ہوئیں اور صحابہ کرام مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ اور حضرات تابعین بھی مختلف علاقوں میں دین اسلام کے

لئے چلے گئے اور مختلف علاقوں میں تابعین حضرات مقرر تھے جو لوگوں کو دین اسلام کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔ ان حضرات کی دو قسمیں ہوگئیں۔

جیسا کہ اصول الافتاء وآدابہ میں ہے۔

وقد انقسم فقهاء التابعين على قسمين:

القسم الاول:

من كا ن معظم اشتغاله رواية الحديث، ولا يتكلم في الفقه الا بما كان صريحا في الكتاب والسنة، ولم يكن يصرف همه الى استنباط المسائل الجزئية التي لم تقع بعد .

قسم اول وہ حضرات تھے۔ جن کا سب سے بڑا مشغلہ روایت بالحدیث ہے اور وہ فقہ میں کوئی کلام نہیں کرتے تھے۔ مگر جو کہ کتاب اور سنت میں صراحت کے ساتھ مذکور ہو اور ان کی صلاحیتیں مسائل جزئیہ کے استنباط کیطرف نہیں لگتی تھیں جو کہ بعد میں واقع نہیں ہوا۔

القسم الثاني:

من نصب نفسه للفقه والفتوىٰ. فلم يقتصر على رواية الاحاديث والآثار: بل اجتهد في جمع المسائل وتفريع الجزئيات حتى كان له في كل باب من الفقه والفتوٰى. وعنهم من دون فقهه في كتاب، مثل الشبعي ومكحول. (۲۱)

ترجمہ: اور دوسری قسم تابعین کی وہ ہے۔ جنہوں نے اپنی ذات کو فقہ اور فتاویٰ کے لئے مقرر کیا پس انہوں نے روایۃ حدیث اور آثار پر اقتصار نہیں کیا بلکہ مسائل کو جمع کرنے اور جزئیات کی تفریح میں بھر پور کوشش کی یہاں تک کہ ان کا ہر باب ایک فتویٰ ہوگیا۔ اور ان میں جنہوں نے فقہ کو کتاب کی صورت میں مدون کیا۔ جیسے امام شبعیؒ اور مکحول ہیں اس کے علاوہ اور بھی بہت دلائل ہیں۔

قسم اول والے حضرات کی دلیل یہ ہے:

وأخرج الدارمي عن عدة من الصحابة والتابعين كراهية الافتاء فيما

لم يقع، فاخرج عن حماد بن زيد المنقرى، قال حدثني ابى قال: جاء رجل يوما الى ابن عمرؓ فسأله عن شئ لا ادرى ماهو، فقال له ابن عمر لا تسال عمالكم يكن، فاني سمعت عمر بن الخطاب يلعن من سأل لم يكن. (۲۲)

امام دارمی نے بہت سارے صحابہ اور تابعین سے فتوی کی کراھیت کے متعلق نقل کیا ہے کہ جو چیز ابھی تک واقع نہ ہوئی اس کے بارے میں سوال کرنا۔ اور فرمایا کہ ایک آدمی ایک دن ابن عمرؓ کے پاس آیا اور کسی چیز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا وہ کیا ہے اور حضرت ابن عمرؓ نے ان سے کہا کہ اس چیز کے متعلق مت سوال کرو۔ جو ابھی تک واقع نہ ہوئی ہو۔ بے شک میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے لعنت کرتے ہوئے سنا۔ جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے۔ جو ابھی واقع نہ ہوئی ہو۔

قسم ثانی والے حضرات کی دلیل یہ ہے:

ثم استدل الخطيب رحمه الله تعالىٰ على جواز السوال عمالم يكن بحديث رافع بن خديج: قال: قلتُ: يارسول الله ان نخاف أن نلقى العُدو غدا، وليس معنا مُدًى، افنذبح القصب؟ فقال رسول الله ﷺ: ما أنهرالدم وذكرت عليه اسم الله فكل، ماخلا السن والظفر وساحدثك. (۲۳)

پھر خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس چیز کے متعلق جو ابھی واقع نہ ہوئی ہو۔ اس کے جواز پر استدلال کیا ہے حدیث رافع بن خدیج سے۔ فرمایا میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کہ ہم کو خوف ہے کہ کل ہماری ملاقات دشمن سے ہوگی۔ اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ آیا ہم بانس کی لکڑی سے ذبح کر سکتے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا جو خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ پس تم اس کو کھاؤ سوائے دانت اور ناخن کے اور میں عنقریب بیان کروں گا۔

ان دو قسموں میں سے ہر ایک فتویٰ کا کام کرتے تھے جو کہ احادیث اور آثار صحابہ سے ان کے لئے آسان ہوتا۔ اور یہ حضرات بلاد اسلامیہ کے مختلف شہروں میں مقرر تھے اور لوگ فقہ اور فتاوٰی میں ان سے رجوع کرتے تھے۔

فقہاء سبعہ:

تابعین میں سے جو لوگ فتویٰ کا کام کرتے تھے اور یہ فقہاء سبعہ کے نام سے مشہور ہیں۔

۱۔ فقہاء مدینہ:

وكان المفتون بالمدينة من التابيعن: ابن المسيب وعروة بن زبير والقاسم بن محمد و خارجة بن زيد، وأبابكر بن عبدالرحمن بن حارث بن هشام: وسليمان بن يسا ر وعبدالله بن عبدالله بن عتبه بن مسعود. اذا قيل من فى العلم سبعة أبحر، روايتهم ليست عن العلم خارجة .فقل: هم عبيدالله،عروة، قاسم، سعيد، ابوبكر، سليمان، خارجه (۲۴)

اور تابعین میں سے مدینہ کے مفتی یہ تھے۔ابن مسیّب،عروۃ بن زبیر، قاسم بن محمد، خارجہ بن زید، ابا بکر بن عبدالرحمٰن، سلمان بن یسار، عبیداللہ بن عبداللہ ابن مسعود۔ جب یہ کہا جائے کہ علم کے سات سمندر کونسے ہیں کہ ان روایت ایسی ہے کہ علم ان سے باہر نہیں ہے۔ان سات کے علاوہ کچھ اور بھی تھے۔مثلاً ابن شھاب الدھری، نافع یحییٰ بن سعید، اَبان بن عثمان: علی ابن الحسین زین العابدین، ابوجعفر الباقر وغیرہ۔

فقہاء مکہ:

مکہ مکرمہ میں مشہور فقہاء یہ ہیں۔عطاء بن ابی رباح، علی بن ابی طلحہ مجاہد بن جبیر، عمرو بن دینار، عبداللہ بن عبیداللہ بن اَبی ملیکہ وعبدالملک بن جریج وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ۔

فقہاء کوفہ:

کوفہ کے مشہور فقہاء یہ ہیں۔ ابراہیم نخعی، علقمہ، اسود مراۃ الھمر انی، سعید بن جبیر، مسروق بن الاجدع، عبیدہ بن عمرو السلمانی قاضی شریح بن الحارث الکندی۔
ان کی دیگر تفصیل علامہ ابن قیم نے مکمل ناموں کیساتھ ذکر کی ہے۔

امام ابوحنیفہ کے اصحاب کا تذکرہ بھی اس میں کیا ہے۔اور فقہاء کوفہ کے تذکرہ کے آخر میں امام ابوحنیفہ کے تلامذہ اور اصحاب کا تذکرہ بھی کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

واصحاب أبى حنيفه كا بى ابويوسف القاضى، وزفربن الهذيل، وحماد بن ابى حنيفه والحسن بن زياد، اللؤلؤى القاضى، ومحمد بن الحسن قاضى الرقه....الخ. (۲۵)

اور اصحاب ابی حنیفہ جیسے ابی یوسف القاضی، زفر بن الھزیل، حماد بن ابی حنیفہ، حسن بن زیاد، اور محمد بن حسن قاضی رقہ وغیرہ۔

فقہاء بصرہ:

فقہاء بصرہ میں حسن بصری، محمد بن سیرین، ابوالعالیۃ الریاحی، والحسن بن أبی الحسن، یسار مولیٰ، زید بن ثابت، جابر بن زید، قتادہ رحمھم اللہ تعالیٰ۔

فقہاء شام:

شام کے فقہاء میں ابوادریس الخولانی، مکحول بن أبی مسلم، رجاء بن حیوۃ الکندی، عمر بن عبدالعزیز، شرجیل بن السمط، قبیصۃ بن ذوھیب رحمھم اللہ تعالیٰ۔

فقہاء مصر:

مصر کے فقھاء میں مشہور یہ ہیں۔ تلامذہ عبداللہ بن عمرؓ ابی الخیر مرثد بن عبداللہ الیزنی، یزید بن ابی حبیب رحمھما اللہ تعالیٰ۔

فقہاء یمن:

یمن کے فقہاء میں مشہور یہ حضرات ہیں:

طاؤس بن کیسان، وھب بن منبہ، یحییٰ بن ابی کثیر، ہشام بن یوسف رحمھم اللہ تعالیٰ۔

ان تمام فقہاء حضرات کے فتاویٰ مؤطات، مسندات اور سنن میں مروی ہیں: مثلاً

مصنف بن ابی شیبۃ: مصنف عبدالرزاق، کتاب الآثار، شرح معانی آثار للطحاوی:

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب اعلام الموقعین میں ان مفتیوں کے نام ذکر کئے ہیں: (۲۶)

ہندوستان میں علم فقہ کا ارتقاء

اسلام اللہ کا آخری اور مکمل دین ہے۔ جس کی تکمیل کا اعلان قرآن مقدس میں موجود ہے۔ یہ روئے زمین پر آیا ہی اسی لئے ہے کہ پوری کائنات کو اپنے نور سے منور کرے۔ رب العالمین نے اس نظام حیات کی بقاء کے لئے قرآن کی حفاظت کا اعلان فرمایا اور پھر محمد ﷺ کو مبعوث کر کے ختم نبوت کا اعلان فرمادیا۔ تاکہ انسان پورے اطمینان کے ساتھ آپ کی تعلیم و تبیین، تزکیہ و تطہیر اور آپ کے پیش کردہ راہ نشان پر عمل کرے اور منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے زمانے میں اسلام کی حدود بڑھ گئیں۔ اور مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ اس درجہ وسعت پذیر ہوا کہ عراق، ایران، مصر اور شام کے علاقے ان کے زیر نگین آ گئے۔ اور اندلس، افریقہ، ترکستان ایشیاء اور سندھ وغیرہ کے دور دراز مقامات پر ان کی فتح کے علم لہرانے لگے اس دوران بہت نئے مسائل سے واسطہ پڑا۔ نئے نظام زراعت واقتصاد سے تعارف ہوا۔ اور معاملات کی نئی سے نئی شکلیں ظہور ہوئیں۔ اور فکر وفہم کے زاویوں میں شدت سے احساس تبدیلی رونما ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تابعین کے عہد آخر میں ائمہ عظام کی ایک جماعت نے کتاب و سنت کو پیش نگاہ رکھ دیا، اس کے مقرر کردہ حدود وقوانین کے مطابق ایک ایسا ضابطہ زندگی مرتب کرنے کی طرح ڈالی۔ جو اس دور کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔ اس وقت وضرورت کے مصالح ایک نئے علم کی تدوین کا باعث بنے۔ جس کو علم فقہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اس فقہ کے مآخذ چار ہیں۔ ا۔ کتاب اللہ ۲۔ سنت رسول اللہ ۳۔ اجماع ۔ ۴۔ قیاس ان مآخذ کو ہمیشہ پیش آمدہ مسائل بطور استدلال استعمال کیا جاتا۔ اور صحابہ کرام کا یہی طرز عمل تھا۔ کہ وہ قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر فیصلہ فرماتے۔ اگر قرآن اور حدیث میں مسئلہ نہ ملتا تو اجتہاد پر عمل کرتے اور اس علاقے میں اس صحابی کا عمل بھی قابل حجت ہوتا جو صحابیؓ وہاں پر موجود ہوتے اور ماہر شریعت کے دینی فیصلے کو فتویٰ سے تعبیر کیا جاتا اور فتویٰ دینے ولاے ماہر شرع اور عالم دین کو مفتی اور مجتہد کے اعزاز سے پکارا جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء اور راشدین اور دیگر اصحاب افتاء صحابہ نے یہ عظیم خدمت انجام دی۔ جن مجتہدین صحابہؓ کے فتاویٰ محفوظ ہی۔ اور ہم تک پہنچے ہیں۔ ان کی تعداد ۱۴۹ ہے۔ ان میں مرد اور عورتیں بھی ہیں۔ ان کی تعداد کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مکثرؒ ین، متوسطین اور مقلین پھر اس کے بعد اسلامی سلطنت پھیل گئی اور مختلف دینی مراکز وجود میں آ گئے۔ پھر اس کے بعد دو اہم مکتب فکر ایک عراقی اور ایک حجازی وجود میں آیا۔ پھر اس کے بعد چار ائمہ کرام کی فقہ وجود میں آئی۔ اور مختلف علاقوں میں مختلف ائمہ کرام کی فقہ کی ترویج ہوئی۔ فقہ حنفی کو سب سے زیادہ پھیلنے کا موقع ملا۔ بنوعباس اور اس کے بعد مختلف سلطنتوں میں فقہ حنفی کا بطور قانون رائج رہی۔ اور یہی حکومتیں اس کی اشاعت کا سب سے بڑا سبب بنیں۔

اسلام ابتدائی صدی ہجری ہی میں برصغیر پاک وہند میں قبول ہونا شروع ہو گیا اور اس کے اثرات

آہستہ آہستہ شروع ہو گئے۔ سندھ، کابل اور سجستان کے علاقے فتح ہونے شروع ہوئے۔ اور اسلام برصغیر میں اور بالخصوص سندھ میں بذریعہ دیبل پہنچا اور پھر امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے دور خلافت میں قلات کا علاقہ فتح ہوا۔ حضرت امیر معاویہ کے دور میں درۂ خیبر فتح کیا ہوا اور پھر مسلمانوں نے پشاور کی درمیانی گھاٹیوں کو عبور کرتے ہوئے سرزمین ہند میں قدم رکھا۔

پھر اس کے بعد محمد بن قاسم کی آمد سے اسلام سندھ اور ملتان تک پہنچ گیا اور اس کے ساتھ مختلف علماء اور فقہاء نے سرزمین ہند پر قدم رکھا کچھ باہر سے تشریف لائے اور کچھ اسی زمین سے عالم وجود میں آئے پھر انہی ادوار میں اہل علم نے آپ کو علمی مساعی کیلئے وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ بہت سارے علماء کرام نے متعدد ملوک وسلاطین اور امراء ووزراء کے عہد میں مختلف علوم وفنون پر مشتمل کتابیں تصنیف کیں۔

سرزمین ہند نے اگرچہ تمام مسالک فقہی کے علماء وفقہاء کی پذیرائی کی لیکن حالات ایسے پیدا ہوئے کہ زیادہ فروغ یہاں فقہ امام ابوحنیفہ کو ہوا۔ (۲۷)

برصغیر میں جن فقہی تصنیفات کو پذیرائی ملی۔ وہ زیادہ تر فقہ حنفی سے متعلق ہیں اور ان فقہی تصنیفات میں مشہور فتاویٰ کی کتابیں ہیں۔ جو اس دور سے لیکر مغلیہ سلطنت کے دور تک موجود ہیں اور لکھی بھی گئیں اور ان ہی فقہی اور فتاویٰ کی کتابوں کو مختلف سلاطین نے اپنے زمانے میں قابل عمل بنایا اور یہی چیز فقہ کی ترویج اور ارتقاء کا باعث بنی۔ اور آہستہ آہستہ علم فقہ برصغیر میں پھیلنے لگا۔ اور مختلف کتابیں وجود میں آنے لگیں۔ فتاویٰ کی یہ کتابیں اس عہد کے متعلق ایک ثبوت ہیں۔ اس طور پر کہ یہ کتابیں ان سلاطین کے ہاں رائج رہیں اور ان ہی فتاویٰ پر زیادہ تر اعتماد رہا۔

ہندوستان میں عربی وفارسی فتاویٰ کی ابتداء:

برصغیر میں علم فقہ علماء، فقہاء کی قابل قدر مساعی کے ساتھ نشو ونما پاتا رہا ہے۔ اور اس عہد میں سلاطین کے پیش آمدہ مسائل میں قرآن وحدیث کبیر صغیر میں علم فقہ علماء، فقہاء کی قابل قدر مساعی کے ساتھ نشو ونما پاتا رہا ہے۔ اور اس عہد میں سلاطین کے پیش آمدہ مسائل میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بھرپور کردار کرتا رہا۔ اور ان فقہی ذخیرہ میں زیادہ تر کتابیں عربی زبان میں ہیں سوائے چند کہ فارسی میں بھی ہیں۔

ان کتابوں کے تذکرہ سے ہم اردو فتاویٰ کے ارتقاء وابتداء کو بخوبی آسانی سے سمجھ سکیں گے اور یہ

فتاویٰ کی کتابیں ان روشنی میں بھرپور کردار کرتا رہا۔اوران فقہی ذخیرہ میں زیادہ تر کتابیں عربی زبان میں ہیں سوائے چندکہ فارسی میں بھی ہیں۔

ان کتابوں کے تذکرہ سے ہم اردو فتاویٰ کے ارتقاء وابتداء کوبخوبی آسانی سے سمجھ سکیں گے اور یہ فتاویٰ کی کتابیں اردو فتاویٰ کیلئے مقدمہ کی حیثیت رکھیں گے۔ان کتابوں کی ترتیب میں ہم کچھ وضاحت کریں گے۔لیکن سرسری نظر سے اصل موضوع کی طرف لوٹیں گے۔انشاءاللہ

یہ گیارہ فقہی کتابیں مختلف عنوان فتاویٰ کے نام سے مشہور ہیں۔جومختلف سلاطین کے زمانے میں کی عظیم الشان فقہی تصنیفات ہیں۔جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ فتاویٰ غیاثیہ ۲۔ فتاویٰ قراخانی ۳۔ فوائد فیروزشاہی ۴۔فتاویٰ تاتارخانیہ

۵۔ فتاویٰ حمادیہ ۶۔ فتاویٰ ابراہیم شاہی (حصہ فارسی)

۷۔ فتاویٰ ابراہیم شاہی (حصہ عربی) ۸۔ فتاویٰ امینیہ

۹۔ المتانۃ فی مرمۃ الخزانۃ ۱۰۔ فتاویٰ بابری ۱۱۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۔فتاویٰ غیاثیہ:

سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد کا ایک فقہی مخطوطہ ہے جو ان کے نام کی طرف منسوب ہے۔ بلبن نے ۶۶۴ھ سے ۶۸۶ھ، ۱۲۶۶ء سے ۱۲۸۷ء تک بائیس سال ہندوستان پر حکومت کی۔بلبن کے زمانہ میں مسلمان بغداد میں چنگیز خانیوں کے ظلم کا شکار تھے۔لیکن بہت سارے مسلمان ہندوستان میں بھی آنا شروع ہوئے تھے۔بلبن کی اہم خدمت اس کی علمی خدمات ہیں۔جن میں فتاویٰ غیاثیہ لائق تذکرہ کتاب ہے۔یہ فتاویٰ عربی زبان میں ہے اور فقہ حنفی کے نقطہ نظر سے مرتب کیا گیا ہے۔(۲۸)

۲۔فتاویٰ قراخانی:

فتاویٰ قراخانی ایک فقہی مخطوطہ ہے۔جو فقہ حنفی کے مسائل پر مشتمل ہے۔اور فارسی زبان میں ہے یہ مولانا امام ہمام صدرالملت والدین یعقوب مظفر کرمانی کا تصنیف کردہ ہے۔یہ سلطان فیروز شاہ کا زمانہ تھا۔ اس کتاب کی ترتیب ملا صدرالدین کی وفات کے بعد قراخاں نے سلطان جلال الدین فیروز شاہ کے بھتیجے سلطان علاءالدین کے عہد ۶۹۵ھ تا ۷۱۶ھ میں کی۔

۳۔فوائد فیروز شاہی:

فیروز شاہ تغلق آٹھویں صدی ہجری میں ہندوستان کا مشہور بادشاہ ہوا ہے۔۷۵۲ھ میں تخت پر متمکن ہوا اور ۷۹۰ھ میں وفات پائی۔ فیروز شاہ علم اور علماء سے وابستگی رکھتا تھا۔ اور اپنی قلمرو میں علم کی اشاعت کے لئے کوشاں رہتا تھا۔فوائد فیروز شاہی اس زمانے کی اہم تصنیف ہے۔ یہ اس دور کے علم بزرگ شرف محمد عطائی کی ہے اور متعدد مسائل پر مشتمل ہے۔ کتاب فارسی میں ہے اور کتاب کو فیروز شاہ تغلق کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ مخطوطہ مختلف مسائل کا ہے اور کتاب کو فیروز شاہ تغلق کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ مخطوطہ مختلف مسائل کا مجموعہ اور متنوع امور کا مرقع ہے۔ برصغیر کے ثقافتی وتہذیبی اور علمی وفنی سلسلے کی ایک کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔(۲۹)

۴۔فتاویٰ تاتارخانیہ:

ہندوستان میں جو نیک دل اور علماء سے تعلق رکھنے والے ملوک وامراء کے زمانے میں جو علمی اور فقہی کتابیں ضبط تحریر میں لائی گئیں۔ان میں فتاویٰ تاتارخانیہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔اس فتاویٰ کا نام زاد السفر اور زاد المسافر بھی ہے۔اس کے مصنف کا نام فرید الدین عالم بن علاء حنفی اندرپتی فقیہہ ہے۔ عالم بن علاء اور تاتارخان کے درمیان گہرے مراسم تھے۔اس لئے اس فتاویٰ کو اس بادشاہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ آج یہ فتاویٰ بڑی ضخیم جلدوں میں موجود ہے۔اس کا زمانہ آٹھویں صدی ہجری ہے۔(۳۰)

۵۔فتاویٰ حمادیہ:

فتاویٰ حمادیہ عربی زبان میں ایک فقہی مخطوطہ ہے جو فقہ احناف کے مسائل پر مشتمل ہے۔ یہ فتاویٰ اگرچہ مصنف کے نام کی طرف منسوب ہے لیکن اصل اس کے مسائل کو جمع کرنے والے ابوالفتح رکن بن حسام الدین المفتی ناگوری ہیں۔ یہ ان کی نویں صدی ہجری کی تصنیف ہے یہ کتاب انہوں نے اپنے بیٹے داؤد کی مدد سے مکمل کی اور یہ فتاویٰ حمادیہ کے اصل محرک قاضی حماد جمال الدین بن احمد ہیں۔اس کی تصنیف کا زمانہ تقریباً نویں صدی ہجری ہے۔ بہرحال فتاویٰ حمادیہ فقہ کے بہت سے مسائل پر محیط ہے۔(۳۱)

فتاویٰ ابراہیم شاہی۔(حصہ فارسی)

فتاویٰ ابراہیم شاہی یہ ایک فقہی مخطوطہ ہے۔ جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔ایک حصہ فارسی میں ہے اور

دوسرا حصہ عربی میں ہے۔ یہ فتاویٰ شہاب الدین احمد بن محمد الکیکانی الحنفی کی تصنیف ہے۔ مصنف نے ایک سو ساٹھ کتابوں کی مدد سے سلطان ابراہیم شاہ کے لئے اس کی تدوین کی۔ ان کی وفات ۸۷۵ھ میں ہے۔

فتاویٰ ابراہیم شاہی:۔ حصہ عربی

فتاویٰ ابراہیم شاہی کا یہ حصہ عربی زبان میں ہے۔ مختلف کتابوں اور فہرستوں میں ذکر آیا ہے۔ اور نہایت تفصیل وبسط مجموعہ اور متنوع امور کا مرقع ہے۔ برصغیر کے ثقافتی وتہذیبی اور علمی وفنی سلسلے کی ایک کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ (۳۲)

فتاویٰ امینیہ:

فتاویٰ امینیہ دسویں صدی ہجری کا ایک فقہی مخطوطہ ہے جو کہ فارسی زبان میں ہے اس کے مصنف کا نام محمد امین عبداللہ ہے۔ اس کی کتابت حمید عرف ابراہیم بن سید بھیکہ بن سید ابوالخیر نے کی ہے۔ وہ ہفتہ کی شب ۱۲ صفر ۱۰۸۹ھ کو اس کی کتابت سے فارغ ہوا مصنف محمد امین بن عبداللہ مومن آبادی نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ بخارا میں اجلہ فقہاء کی صحبت ومجالس میں گذارا۔ کہ وہاں کے فقہاء نے خاص نوع کے علمی حسن ظن پر ان سے کہا کہ وہ مسائل فقہی اور علماء کے مہر شدہ فتاویٰ کی جمع وتدوین کے لئے کمر ہمت باندھیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جس زمانے (۹۴۸ھ۔ ۱۵۴۱ء) میں یہ کتاب نصیف کی گئی۔ وہ ہندوستان میں مغل حکمرانوں ہمایوں کی حکومت کا زمانہ ہے۔ یہ فقہ حنفی کے مسائل پر محیط ہے۔ (۳۳)

فتاویٰ بابری: بابر کو کتابیں جمع کرے کا بہت شوق تھا۔ اور مختلف مسائل سے متعلق اس کا دامن مطالعہ بہت وسیع تھا۔ بابر چونکہ علم دین سے دلچسپی رکھتا تھا۔ اس کی یہ خواہش نہاں خانہ خیال سے نکل کر زبان پر آئی۔ تو شیخ نورالدین خوافی نے اس کام کی تکمیل کیلئے اپنی خدمات پیش کیں۔ شیخ نورالدین خوافی نے مستند روایتوں کی مدد سے مسائل شرعیہ کی جمع وتدوین کا کام شروع کیا اور ہدایہ، شرح الوقایہ، شرح مختصر الدقایہ، الخزانۃ، فتاویٰ قاضی خان وغیرہ کتب فقہ سے ایک کتاب تیار کی۔ جس کو فتاویٰ بابری کے نام سے موسوم کیا۔ یہ ایک فقہی مخطوطہ ہے۔ جو مولانا خوافی نے اپنے علم فضل کو تصنیف کی شکل میں بادشاہ کی خدمت میں پیش کر کے اس کے وسیلے سے دربار شاہی سے منسلک ہونے کی تمنا پوری کی۔ اور ۹۲۵ھ میں تشریف لائے اور بادشاہ کی خدمت میں فارسی زبان میں یہ مخطوطہ پیش کیا۔ (۳۴)

فتاویٰ حمادیہ:

فتاویٰ حمادیہ عربی زبان میں ایک فقہی مخطوطہ ہے جو فقہ احناف کے مسائل پر مشتمل ہے۔ یہ فتاویٰ اگرچہ مصنف کے نام کی طرف منسوب ہے لیکن اصل اس کے مسائل کو جمع کرنے والے ابوالفتح رکن بن حسام الدین المفتی ناگوری ہیں۔ یہ ان کی نویں صدی ہجری کی تصنیف ہے یہ کتاب انہوں نے اپنے بیٹے داؤد کی مدد سے مکمل کی اور یہ فتاویٰ حمادیہ کے اصل محرک قاضی حماد جمال الدین بن احمد ہیں۔ اس کی تصنیف کا زمانہ تقریباً نویں صدی ہجری ہے۔ بہر حال فتاویٰ حمادیہ فقہ کے بہت سے مسائل پر محیط ہے۔(۳۵)

فتاویٰ عالمگیری:

اورنگ زیب عالمگیر اتوار کی رات ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۲۷ھ۔ ۲۴ اکتوبر ۱۶۱۸ء کو دوحد کے مقام پر پیدا ہوا۔ جو اجین سے سو میل اور بڑودھ سے ستر میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اورنگ زیب کی ولادت اس کے داد نورالدین جہانگیر کے زمانہ حکومت میں ہوئی۔ سلطان جہانگیر نے اس کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کیا۔ اور نامور علماء عصر کے حلقہ تلمذ میں داخل کیا۔ اورنگزیب کی ذات بہت سارے کمالات کا مجموعہ تھی۔ وہاں وہ تصوف و طریقت میں بھی دلچسپی رکھتا تھا۔ اور مجدالف ثانی شیخ احمد سرہندی کے فرزند ارجمند شیخ محمد معصوم سرہندی سے بیعت تھا۔ اورنگزیب عالمگیر کی دینی خدمت کے حوالے سے اس کا نمایاں کارنامہ فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب و تصنیف اور تدوین و تالیف کی مرکزی شخصیت یہی ہے اور اسی کی سعی مسلسل سے یہ فتاویٰ معرض تحریر میں آیا۔ علماء دین سے خاص ربط و علاقہ رکھتا اور ہفتے میں تین دن سید محمد الحسینی قنوجی، علامہ محمد شفیع یزدی، شیخ نظام الدین برہان پوری اور دیگر علماء کرام سے احیاء علوم الدین، کیمیائے سعادت اور فتاویٰ عالمگیری پر مباحثہ کرتا۔ علوم دین کی ترویج و اشاعت کوشاں رہتا اور طلباء کی ضروریات کی کفالت کرتا۔ جہاں انہیں کتابیں مہیا کی جاتیں۔ وہاں ان کے لئے اکل و شرب اور سکونت و رہائش کا بھی اہتمام کیا جاتا اور ان کی ضرورت کے مطابق وظائف دیے جاتے۔ عالمگیر نے چالیس احادیث پر مشتمل ایک اربعین مرتب کی۔ بعد ازاں اس کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ اور ان پر بہترین فوائد و تعلیمات لکھیں۔ عالمگیر کو فقہ میں درجہ کمال حاصل تھا اور اس کی جزئیات پر پورا استحضار تھا۔ فقہ کے سلسلے میں اس کی بڑی خدمت یہ ہے کہ علماء حنفیہ کی ایک عظیم جماعت سے، دو لاکھ روپے خرچ کر کے چھ ضخیم جلدوں میں فتاویٰ ہندیہ جسے ''فتاویٰ عالمگیری'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مرتب کرایا۔ ترتیب و تالیف کے بعد یہ فتاویٰ متعدد لوگوں نے نقل کیا اور اس کے بہت سے نسخے مختلف اسلامی ممالک حجاز، مصر، شام اور روم وغیرہ میں پہنچے۔ اور اسلامی ممالک کے علماء دین و اصحاب افتاء نے اس سے استفادہ کیا۔

فتاویٰ عالمگیری کی تدوین وترتیب کے بعد عالمگیر نے پورے ملک میں حکم جاری کیا کہ عدالتی فیصلوں میں اسی کو سامنے رکھا جائے۔ اوراس کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔ بہرحال اورنگ زیب عالمگیر بہت سی خوبیوں کا مالک تھا۔ اور برصغیر میں اسلامی احکام واوامر کی نشر واشاعت میں اس کا بڑا حصہ ہے۔
یہ فتاویٰ اس دور کے معروف علماء کرام اور مستند فقہاء عظام کی ایک بڑی جماعت نے مرتب کیا تھا۔ فتاویٰ عربی زبان میں ہے اور چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ مضامین ومندرجات کے اعتبار سے یہ فقہ کی نہایت مفصل کی کتاب ہے۔ جومختلف اوقات میں مختلف سائزوں شائع ہوتی رہی ہے۔
اس کتاب کے فارسی اردو میں بھی تراجم ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اورنگ زیب اس کی اشاعت کے لئے بے حد کوشاں رہا کہ یہ ذخیرہ فقہ صرف عربی زبان تک محدود نہ رہے۔ بلکہ اس زمانے کے ہندوستان کی اصل زبان فارسی میں بھی اسے منتقل کیا جائے۔ چنانچہ اس کے لئے اس نے مشہور ترک عالم عبداللہ چلپی کا انتخاب کیا جو بہت بڑے عالم تھا۔ انہوں نے عالمگیر کے حکم پر فتاویٰ عالمگیری کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ فتاویٰ عالمگیری کے دوسرے مترجم قاضی القضاۃ نجم الدین علی کاکوردی ہیں۔
فتاویٰ عالمگیری کے دوسرے اردو مترجم مشہور عالم دین سید امیر علی ملیح آبادیہیں۔ انہوں نے شروع میں ایک مبسوط اور منصل مقدمہ تحریر فرمایا ہے جو نہایت محققانہ اور عالمانہ ہے۔ ترجمہ اردو فتاوی عالمگیری یہ مولانا سید امیر علی کا عدیم الشال کارنامہ ہے۔ فارسی ترجمے کی نسبت اہل علم میں یہی ترجمہ زیادہ متداول ہے۔ موجودہ ور میں کوئی عالم اس باب کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ان کے علاوہ ان کی متعدد مکمل اور نامکمل مسودات و تصنیفات ہیں۔ (۳۶)

ہندوستان میں اردو فتاویٰ کا ارتقاء:

ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا زوال ہوا۔ تو فتویٰ کا کام انفرادی طور پر علماء اور مدارس کے ہاتھ میں چلا گیا۔ کیونکہ اس سے پہلے اورنگ زیب عالمگیر ۱۷۰۷ء المتوفی کے زمانے میں اکثر فیصلے فقہ حنفی اور فتاویٰ عالمگیری کو سامنے رکھ کر کئے جاتے۔ لیکن جب اس انگریز دور میں جن علماء نے فتویٰ کا کام کیا ہے ان میں شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سوالات کا جوابات فارسی زبان میں دیا کرتے تھے۔ کیونکہ فارسی زبان اس وقت حکومت کی سرکاری زبان کے طور ر استعمال ہوتی تھی۔ ان حضرت کے فتاویٰ کا مجموعہ فارسی زبان میں تھا۔
ڈاکٹر جلال الدین نوری لکھتے ہیں۔ نجی فتاویٰ کے مجموعے اس وقت نظر آئے۔ جب مسلمان دور غلامی میں داخل ہوئے۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء سے قبل اور بعد میں مختلف زبانوں میں عموماً اور اردو زبان میں خصوصاً اس قسم کے مجموعوں کا پتہ چلتا ہے۔ (۳۷)
برصغیر میں پہلا معلوم دارالافتاء مفتی رضا علی خان (۱۸۰۹۔۱۸۶۹) نے ۱۸۳۱ء بریلی اتر پردیش

قائم کیا۔(۳۸) اس طرح مفتی رحیم بخش (۱۸۳۴۔۱۸۹۲) نے ۱۸۶۲ء میں جامع مسجد فتح پوری (دہلی) میں دارالافتاء قائم کیا (۳۹) ۱۸۸۷ء میں دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں دالافتاء کی بنیاد رکھی گئی۔(۴۰) ۱۸۶۷ء میں دارالعلومدیوبند قائم کیا گیا۔اگر چہ یہاں پرفتویٰ نویسی کا آغاز ۱۸۷۶ء میں ہو چکا تھا۔لیکن ۱۸۹۲ء میں با قاعدہ طور پر دارالافتاء قائم کیا گیا۔(۴۱) نومبر ۱۹۱۱ء سے اپریل ۲۰۱۴ء تک اس دارالافتاء سے سات لاکھ فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں۔(۴۲)

ہندوستان میں قدیم اور جدید کتب فتاویٰ کے مجموعے:

فتاوی عزیزی: ہمارے خیال کے مطابق تمام علماء فارسی زبان کو خط وکتابت کے لئے استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب کے اس مجموعہ کا با قاعدہ اردو زبان میں ترجمہ شائع ہوا۔جو کہ ۲۳۔۱۳۲۲ھ میں مکمل ہوا۔جو کہ فتاویٰ عزیزی کے نام سے اس وقت بھی ایچ ایم سعید کمپنی کراچی شائع کرتا ہے۔

مجموعۃ الفتاویٰ: ہندوستان میں اردو کتب فتاویٰ کے حوالے سے با قاعدہ کتابی شکل میں حضرت مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحئ فرنگی لکھنوی (۱۸۴۸ء۔۱۸۸۶ء) کا فتاویٰ مجموعۃ الفتاویٰ کے نام سے شائع ہوا۔حضرت مولانا عبدالحئ فرنگی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم تھے۔ان کا فقہی ذوق مشہور ہے۔حضرت نے شرح وقایہ پر عمدۃ الرعایۃ کے نام سے حاشیہ بھی تحریر کیا ہے۔اس طرح آپ کا ہدایہ پر بھی حاشیہ ہے۔لیکن فتاویٰ کا کام بھی آپ سرانجام دیتے تھے۔آپ استفتاء کے جوابات فارسی وعربی میں دیا کرتے تھے۔لیکن جب اردو زبان کا ارتقاء زیادہ ہونے لگےتو آپ کے فتاویٰ کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوا۔جو کہ مجموعۃ الفتاویٰ کے نام سے معروف ہے۔ یہ فتاویٰ تین جلدوں میں تھے۔لیکن اب یہ صرف ایک جلد میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔جو کہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی والوں نے شائع کی ہے۔

فتاویٰ عزیزی اور مجموعۃ الفتاوی یہ انگریز دور حکومت کے دوران وہ فتاویٰ ہیں۔جو ان حضرات نے سرانجام دیا ہے۔لیکن اس کے ساتھ جب انگریز ہندوستان پر مکمل قابض ہو چکے تو اس دور میں حکومت میں مسلمانوں کے مراکز اور مساجد کو جتنا نقصان پہنچا اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

فتاویٰ مسعودی: اس کے مؤلف مسعود شاہ دہلوی (۱۸۳۴ء۔۱۸۹۲ء) ہیں۔یہ مجموعہ ۱۶۰ فتاویٰ پر مشتمل ہے۔۱۹۸۷ء میں پہلی مرتبہ ہند پبلی کیشنز سے شائع ہوا۔

فتاویٰ قادریہ: یہ مجموعہ فتاویٰ علماء لدھیانویہ (بالخصوص مولانا عبدالقادر لدھیانوی) ۵۷ متفرق فتاویٰ پر مشتمل

ہے۔اور پہلی مرتبہ ۱۹۰۱ء میں مطبع قیصر (لدھیانویہ) سے طبع ہوا۔

فتاویٰ رشیدیہ: اس کے مؤلف مولانا رشید احمد گنگوہی (۱۸۲۹ء۔۱۹۰۵ء) ہیں۔اس میں فتاویٰ کی تعداد ۱۱۰۰ ہے۔ایچ۔ایم سعید نے اس کو شائع کیا ہے۔لیکن اب دارالعلوم اکوڑہ خٹک حقانیہ نے تخریج وتعلیق کیساتھ اس کو ایک جلد میں شائع کیا ہے۔اس طرح اردو فتاویٰ کا ارتقاء کا یہیں فتاویٰ رشیدیہ سے شروع ہوتا ہے۔(۴۳)

اس دوران جس مردقلندر کے ذریعے مسلمانوں کی تقدیر بدلنے کا فیصلہ کیا۔وہ حضرت مولانا محمد قاسم نانا توی تھے۔آپ نے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد ۱۵محرم الحرام ۱۳۸۳ھ بمطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو ڈالی۔ دارالعلوم نے زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کی۔اس کے ساتھ افتاء کا شعبہ بھی سنبھالا۔اور لوگ مسائل دارالعلوم دیوبند میں بھیجتے تھے۔حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ ان سوالات کا جواب دیتے۔پھر کچھ عرصہ بعد ان سوالات کے جوابات حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں پیش کئے جاتے۔آپ ان سوالات کے جوابات عنایت فرماتے۔گویا کہ دارالعلوم کے فتاویٰ کی ابتداء فتاویٰ رشیدیہ سے ہوتی ہے۔

اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں باقاعدہ دارالافتاء ۱۳۱۰ھ میں قائم کیا گیا۔جس میں مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ منصب افتاء پر فائز ہوئے۔اور پھر دارالعلوم دیوبند کے نام سے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند وجود میں آیا۔(۴۴)

یہ وہ زمانہ ہے کہ یہاں سے اردو فتاویٰ کا دور شروع ہوتا ہے۔اگرچہ فارسی زبان کا بھی رواج تھا۔لیکن اردو زبان کا بھی رواج تھا۔لیکن اردو زبان دینی مدارس میں آہستہ آہستہ رواج پکڑنے لگی۔جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری عربی زبان میں تھی۔اس کا کچھ حصہ فارسی زبان میں ترجمہ بھی ہوا۔جو کہ مشہور ترکی عالم عبداللہ چلپی نے کیا۔اس کے ساتھ فتاویٰ عالمگیری کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوا۔جو کہ مولانا سید امیر علی ملیح آبادی نے کیا۔انتہائی سلیس اور عام فہم ترجمہ کیا اور یہ ترجمہ گویا کہ اردو فتاویٰ کے ارتقاء میں ایک سنگ میل ثابت ہوا۔اور یہ دس جلدوں میں شائع ہوا۔جو کہ سید امیر علی کی بہت بڑی علمی کاوش اور بہترین کارنامہ ہے۔ اس کے ساتھ علماء دیوبند کی اردو فتاویٰ کی خدمات کا آغاز ہوتا ہے۔جس میں امداد الفتاویٰ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، کفایت المفتی مفتی کفایت اللہ دہلوی اور عصر حاضر میں فتاویٰ بینات جامعہ بنوری ٹاؤن فتاویٰ عثمانی مفتی محمد تقی عثمانی اور اس کے علاوہ کثیر تعداد میں اردو فتاویٰ وجود میں آچکے ہیں۔

اس کے ساتھ علماء بریلوی میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتاویٰ رضویہ اردو زبان میں معروف ہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتاویٰ رضویہ تیس جلدوں میں مکتبہ رضویہ لاہور سے شائع ہوا۔

یہ اردو زبان میں بہت بڑا فتاویٰ ہے۔اور اسلامی معلومات کا بہت بڑا وسیع خزانہ ہے۔جس میں اعلیٰ حضرت نے تفصیلی فتاویٰ درج کئے گئے۔اسکے بعد ان کے بیٹے مفتی حامد رضا خان کا فتاویٰ حامدیہ اور دوسرے بیٹے مولانا مصطفیٰ رضا خان کا فتاویٰ فتاویٰ مصطفویہ، فتاویٰ نعیمہ مفتی اقتدار احمد نعیمی، فتاویٰ خلیلیہ: محمد خلیل خان برکاتی مارھروی فتاویٰ صدر الافاضل، مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور عصر حاضر میں منہاج الفتاویٰ مفتی عبدالقیوم ہزاروی وجود میں آچکے ہیں۔اس طرح علماء اہل حدیث میں بھی اردو فتاویٰ میں بہت اہم کام ہوا ہے۔

علماء اہل حدیث میں فتاویٰ نذیریہ شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین دہلوی کا فتاویٰ بہت ہے اور یہ دو کتب پر مشتمل ہے۔اسی طرح فتاویٰ ثنائیہ مولانا ثناء اللہ امرتسری، فتاویٰ اہل حدیث اور عصر حاضر میں فتاویٰ مدنیہ مولانا ثناء اللہ مدنی وغیرہ۔اور تا ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔اور مختلف مکاتب فکر کے فتاویٰ وجود میں آچکے ہیں اور ملک کے مختلف دار الافتاء یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ کئی ادارے اور کونسل وغیرہ کام کررہے ہیں۔اور ان کے فتاویٰ وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔اور ان کے فتاوی ' سیعوام الناس رہنمائی حاصل کرتے رہتے ہیں۔جیسا کہ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا وغیرہ۔اس کے علاوہ مختلف سطح پر انفرادی طور پر علماء کرام، مذہبی سکالر، اور مفتیان عظام اردو فتاویٰ پر کام کررہے ہیں۔

مصادر و مراجع

۱۔ ابن منظور، محمد بن مکرم المتوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب، ص ۱۶۹۔۱۷۰، مطبع دار الکتب بیروت لبنان۔

۲۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، اصول الافتاء وآدابہ، ص ۸، مکتبہ معارف القرآن کراچی سن اشاعت ۲۰۱۱ء

۳۔ سورہ یوسف، پارہ نمبر ۱۲، آیت نمبر ۴۳

۴۔ ایضاً، آیت نمبر ۴۲

۵۔ سورہ النحل، پارہ نمبر ۱۹، آیت نمبر ۳۲

۶۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، اصول الافتاء وآدابہ، ص ۹، مکتبہ معارف القرآن کراچی سن اشاعت ۲۰۱۱ء

۷۔ الراشدی، مفتی کمال الدین، المصباح فی رسم المفتی ومناھج الافتاء، ج ۱، ص ۱۶، مکتبہ عثمانیہ راولپنڈی

۸۔ سورہ النساء، پارہ نمبر ۴، آیت نمبر ۱۲۷

۹۔ ایضاً، آیت نمبر ۱۷۶

۱۰۔ الدارمی، محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن دارمی، باب الفتیا ما فیہ من الشدۃ رقم الباب، ۲۰، رقم الحدیث ۱۵۷، مکتبہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۱۱۔ الامام احمد بن حنبل، مسند احمد، ج۵،ص۲۶۸ مطبع داراحیاء التراث بیروت

۱۲۔ سورہ النساء، پارہ نمبر۴، آیت نمبر۱۲۷

۱۳۔ سورۃ الانفال، پارہ نمبر۹، آیت نمبر۱

۱۴۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب الجمع، ج۳،ص۱۸، دارطوق النجاۃ

۱۵۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، اصول الافتاء وآدابہ،ص۱۰، مکتبہ معارف القرآن کراچی سن اشاعت ۲۰۱۱ء

۱۶۔ سورہ الحشر، پارہ نمبر۲۸ آیت نمبر۷

۱۷۔ سورہ النساء، پارہ نمبر۵، آیت نمبر۵۹

۱۸۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی باب اجتهادالرای فی القضاء جلد نمبر۲،ص۵۰۵، میر محمد کتب خانہ کراچی

۱۹۔ ابن قیم محمد بن أبی بکر اعلام الموقعین عن رب العالمین جلد نمبر۱ ص۱۰، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

۲۰۔ ایضاً حوالہ بالاً

۲۱۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، اصول الافتاء وآدابہ،ص۳۷، مکتبہ معارف القرآن کراچی سن اشاعت ۲۰۱۱ء

۲۲۔ الدارمی، محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن دارمی، ص۲۴۲، دار المغنی سعودیہ

۲۳۔ القشیر ی، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ص۵۵۸، داراحیاء، بیروت

۲۴۔ الجوزی، محمد بن ابی بکر، ابن قیم، اعلام الموقعین عن رب العالمین، ج۱،ص۱۹، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

۲۵۔ ایضاً، ص۲۱

۲۶۔ حبیب اللہ مولانا اصول افتاء، ص۵۳، مکتبہ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی، ۲۰۰۵ء

۲۷ بھٹی محمد اسحٰق، برصغیر میں علم فقہ، ص۴۸، کتاب سرائے اردو بازار لاہور

۲۸۔ ایضاً، ص۵۵

۲۹۔ ایضاً، ص۱۳۴

۳۰۔ ایضاً، ص۱۴۰

۳۱۔ ایضاً، ص۱۸۵

۳۲۔ ایضاً، ص ۲۱۵

۳۳۔ ایضاً، ص ۲۴۰

۳۴۔ ایضاً، ص ۲۵۲

۳۵۔ ایضاً، ص ۲۵۹

۳۶۔ ایضاً، ص ۲۶۴

۳۷۔ معارف (اعظم گڑھ) فروری ۱۹۹۸ء۔ ص ۹۵

۳۸۔ رضوی، محمد شہاب الدین، مولانا نقی علی خان بریلوی، لاہور ۱۹۹۶ء ص ۲۹

۳۹۔ محمد مسعود احمد، فتاویٰ مسعودی۔ کراچی ۱۹۸۷ء ص ۴۲

۴۰۔ فاروقی، اقبال احمد دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کا تعارف لاہور۔ ۱۹۹۹ء ص ۱۱

۴۱۔ محمد طیب، دارالعلوم دیوبند کہ صد سالہ زندگی، دیوبند ۱۹۶۵ء ص ۳۰

۴۲۔ www.Darululoom.deoband.com

۴۳۔ مجلّہ فکر ونظر اسلام آباد جلد ۳۹

۴۴۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی، ص ۶۴، دارالحدیث بوہڑ گیٹ ملتان، ۲۰۰۱ء